جناب محمد موسیٰ بھٹو

ملک کے خلاف سازشوں کے پس پردہ قوت کی نشاندہی

* امریکہ کو پاکستان کے حالات کنٹرول کرنے میں فیصلہ کن اختیار حاصل ہے *
* سامراج کو پاکستان کے دینی مدارس سے مختلف خطرات کے اندیشے *
* دینی مدارس کے خلاف حکومت کی نئی پالیسی اور خطرناک عزائم کا پس منظر؟ *

حکومت کی طرف سے دینی مدارس کے نظام پر کنٹرول کر کے اسلامی تعلیم اور تربیت کے سسٹم کو ختم کرنے کے لیے کچھ اہم فیصلے کیے گئے ہیں، دینی مدارس جو پاکستان میں اسلامیت اور اسلامی تہذیب کے بقاء، تحفظ اور فروغ کا اہم ذریعہ ہیں اور مغربیت اور تہذیب جدید کے اثرات کی روک تھام کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، سوال یہ ہے کہ مدارس کے خلاف حکومتی اقدامات کا پس منظر کیا ہے، اگر ہم اس مسئلے کا گہرا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ بدقسمتی سے پاکستان میں کسی بھی حکومت کو اہم قومی معاملات اور ملکی فیصلوں کے بارے میں آزادی اور خودمختاری حاصل نہیں رہی ہے، بلکہ ہر حکومت بین الاقوامی سامراجی قوت امریکہ اور یہودیوں کے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی محتاج اور دست نگر رہی ہے، چونکہ ملک کے نظام کو چلانے اور قومی ترقیاتی کاموں کو جاری رکھنے کے لیے اپنے ذرائع و وسائل پر بھروسہ کرنے اور خود کفالتی پروگرام کی بجائے ہر حکومت کا انحصار امریکہ اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں پر رہا ہے، اس لیے وہ ادارے حکمرانوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ملک کے تمام شعبہ جات کے لیے پالیسیاں اور نقشہ کار تیار کر کے ملک پر مسلط کرتے رہتے ہیں۔ ملک کی سیاست کا نقشہ کیا ہونا چاہیئے۔ ملک میں آمریت قائم ہو یا جمہوریت، تعلیم میں کن چیزوں کو اہمیت حاصل ہونی چاہیئے اور کون سی چیزیں غیر اہم ہوں، نصاب تعلیم کیا ہو، طلباء کا لباس کیا ہونا چاہیئے، ملک کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہو، افسروں کی تنخواہیں کتنی ہوں، ان کا تربیتی سسٹم کیا ہو، ملک میں کن چیزوں کے کارخانے قائم ہونے چاہیئے کون سے کارخانے قائم نہ ہونے چاہیئے، مغربی ملکوں سے کون سا سامان درآمد کرنا چاہیئے، ٹیکس کا نظام کیا ہو، گیس بجلی اور پانی کے ریٹ کیا ہوں، ملک میں کون سی فصل کاشت ہونی چاہیئے، کون سی نہیں ہونی چاہیئے اور کون سا بیج استعمال کیا جائے، کون سا استعمال نہ کیا جائے، ٹیلیویژن اور ابلاغ کے ذرائع سے تہذیب جدید کو کس طرح فروغ دینا چاہیئے، ملک کی خارجہ پالیسی کیا ہو وغیرہ ان سارے معاملات کے بارے میں حکمرانوں کو ہدایات امریکہ اور مالیاتی اداروں کی طرف سے ملتی رہتی ہیں اور وہ آنکھیں بند کر کے ان کی ہدایات پر عمل کرنے کے

لیے مجبور ہیں کیونکہ ملک کے نظام کو چلانے کے لیے رقم ان سے لی جاتی ہے اور حکمرانوں کے اقتدار کے تحفظ کا ذریعہ بھی یہی ہیں۔ سامراج کو اپنے ملک میں اتنا مضبوط اور طاقتور بناتے ہیں جس چیز نے اہم کردار کیا ہے، وہ زندگی کا مسرفانہ اور عیاشانہ نقطۂ نظر ہے، جس کے تحت سادگی، قناعت اور خود کفالت کے بجائے عیش وعشرت سے زندگی گزارنے والا رویہ ہے، جس نے حکمرانوں کو غیروں کے سامنے جھکنے اور ان کے آگے جھولی پھیلانے پر مجبور کیا ہے۔

بہرحال امریکہ اور مالیاتی اداروں کا ملک کی پالیسیوں پر عمل دخل کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لیے "مسجد اسکول" کے نام سے اسکیم شروع کی گئی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ نئی نسل کم از کم ناظرہ قرآن پڑھ سکے، جو مسلمان کی حیثیت سے ہر فرد کا بنیادی حق ہے اور اسلامی فریضہ بھی ہے۔ اس اسکیم کے مطابق مساجد میں اساتذہ کا تقرر ہوا تھا اور ہزارہا مسجدوں میں قرآنی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو رہا تھا، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اچانک یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ عالمی بینک نے دھمکی دی ہے کہ چونکہ بچوں کو مذہبی تعلیم دینے سے ملک میں بنیاد پرستی کو فروغ حاصل ہوگا، اس لیے اگر پاکستان حکومت نے مذہبی تعلیم کا یہ سلسلہ بند نہ کیا تو عالمی بینک کی طرف سے مختلف منصوبوں میں پاکستان کو جو قرض دیا جاتا ہے، قرض کی یہ ساری رقم بند کر دی جائے گی۔ اس دھمکی کے نتیجہ میں حکومت کو مجبوراً مسجد اسکول کا سلسلہ بند کرنا پڑا اور ملک کے لاکھوں بچوں کو قرآن مجید پڑھنے کے بنیادی حق سے محروم رکھنا پڑا۔

دوسرا واقعہ بھی اتنا ہی دردناک ہے: حکومت پاکستان ہر سال امریکہ اور اٹلی سے زرمبادلہ جو تقریباً ایک ارب روپیہ کے برابر ہے، خرچ کر کے پام آئل (کھانے کا تیل) برآمد کرتی ہے، ان ملکوں سے یہ تیل بہت مہنگا پڑتا ہے۔ اسلامی ملکوں کی کچھ بااثر شخصیات درمیان آئیں اور انہوں نے ملائیشیا کی حکومت سے گفتگو کی، طے ہوا کہ پاکستان اب یہ تیل ملائیشیا سے منگوائے گا۔ اٹلی اور امریکہ کے مقابلہ میں ملائیشیا سے ملنے والے تیل کی رقم اتنی کم تھی کہ پاکستان کو برائے نام رقم خرچ کرنی تھی، حکومت پاکستان اور ملائیشیا کے درمیان اس سلسلہ میں معاہدہ بھی طے پایا تھا، چنانچہ پام آئل کے جہاز ملائیشیا سے روانہ ہوئے۔ پاکستانی حکومت نے امریکہ کو کہہ دیا تھا کہ وہ آئندہ اپنی سہولت کے مطابق دوست ملکوں سے یہ تیل برآمد کریں گے، امریکہ بہادر مطمئن تھا کہ پاکستان جیسا غلام اور کمزور ملک اس طرح کے اہم معاملات میں آزادانہ فیصلہ کیسے کر سکتا ہے؟ چنانچہ جب اسے معلوم ہوا کہ ضیاء الحق نے یہ جرأت مندانہ فیصلہ کر لیا ہے، تو امریکہ بہادر نے حکومت کو دھمکی دی کہ اگر یہ قدم واپس نہ لیا گیا تو امریکہ اور ساری مغربی دنیا پاکستان کا اقتصادی بائیکاٹ کرے گی اور پاکستان کی ساری اقتصادی امداد (یعنی سود پر ملنے والا قرضہ) بند کر دی جائے گی چنانچہ ضیاء الحق نے اس دھمکی کے بعد ملائیشیا سے معاہدہ توڑ دیا۔

تیسرا واقعہ ملک کے ممتاز سائنسدان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی صاحب نے ایک ماہانہ رسالے میں مدیر کو آف دی ریکارڈ گفتگو میں بتایا کہ انہوں نے تیل کی صفائی کے ذریعے حاصل ہوتے والے کیمیکلز سے کیڑوں کے مارنے کی دوا تیار کی تھی، جو طویل تجربات کے بعد انتہائی مؤثر ثابت ہوئی جب ڈاکٹر صاحب نے حکومت پاکستان کو سفارش کی کہ یہ دوائی صنعتی طور پر بڑے پیمانے پر تیار کی جائے تو کہا گیا کہ پاکستان کیڑے مارنے کی دوا تیار نہیں کرسکتا، کیونکہ امریکہ سے ہمارے جو فوجی اور تجارتی معاہدے ہیں، اس کے مطابق ہم پابند ہیں کہ وہ دوائیاں امریکہ سے درآمد کریں اور ملک میں تیار نہ کریں۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ اگر یہ دوائی ۱۹۷۰ء میں تیار کی جاتی تو پاکستان اربوں روپے کے خرچ سے بچ سکتا تھا۔ (روزنامہ جسارت ۳۰ دسمبر ۱۹۹۲ء)

روزنامہ جسارت نے ماہانہ رسالے کے حوالے سے ایک دوسرا بھی اہم واقعہ بیان کیا ہے جس کے مطابق ملک کے ممتاز ایٹمی زرعی سائنسدان ڈاکٹر خوشنود احمد صدیقی نے دس سال پہلے گندم کا ایک نیا بیج تیار کیا تھا۔ جس کی کاشت سے گندم کی پیداوار میں پانچ سے سات گنا تک اضافہ ہوسکتا تھا، اس بیج کی پیداواری صلاحیت ثابت شدہ ہے اور اس کو بین الاقوامی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۸۴ء میں سندھ حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ گندم کے اس خاص قسم کے بیج کی تیاری کے لیے بیکار زمین استعمال کرے۔ جس کے نتیجہ میں ایک سال کے اندر وہ بیج سارے ملک کے کاشتکاروں کو حاصل ہوسکتا تھا، اگر پاکستان میں گندم کا یہ بیج کاشت کیا جاتا تو ڈاکٹر صاحب کے اندازے کے مطابق نہ صرف یہ کہ ملک گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو جاتا، بلکہ گندم بڑے پیمانے پر برآمد بھی کی جاسکتی تھی، لیکن افسوس ڈاکٹر صاحب کی اس تجویز پر عمل نہ ہوسکا۔

یہ تو وہ چند واقعات ہیں، جو معلوم ہوسکے ہیں، لیکن ملک کی تعلیمی اور تہذیبی اقدار، تربیتی سسٹم، اقتصادیات معاشیات اور قومی یکجہتی کو نقصان پہنچانے کے لیے امریکہ اور مالیاتی اداروں کی طرف سے جو مختلف کاروائیاں ہوتی رہی ہیں اور حکمرانوں کو جو فیصلے ڈکٹیٹ (املا) کرائے جاتے ہیں وہ پوشیدہ ہیں، ان سے حکمرانوں کے علاوہ ملک کا کوئی طبقہ واقف نہیں ہے لیکن آج ہم قومی زندگی میں ان سازشی کارروائیوں کے نتائج اور اثرات بھگت رہے ہیں کہ زندگی کی کوئی کل درست نہیں ہے اور زراعت، صنعت، تجارت، تعلیم، انتظامیہ، سیاست، غرض کہ پورا نظام تباہی سے دوچار ہے۔ زراعت کا حال یہ ہے کہ دنیا کا سب سے بہترین نہری نظام اور زرخیز زمین اور جفاکش افرادی طاقت ہونے کے باوجود ہم اربوں روپے خرچ کرکے گندم، کپاس، دالیں، پیاز، مرچ اور دوسری چیزیں برآمد کرتے ہیں۔ صنعتی اعتبار سے حالت یہ ہے کہ ہم سوئی سے لے کر جہاز تک درآمد کرتے ہیں تائیوان اور سنگاپور جیسے چھوٹے ملک جو آبادی اور علاقے کی وسعت کے لحاظ

سے پاکستان سے کسی قطار اور شمار میں ہی نہیں، صنعتی پیداوار میں وہ ہم سے دس گنا زیادہ ہیں، حالانکہ پاکستان میں فنی ماہروں، صلاحیتوں اور افراد کی کوئی کمی نہیں ہے۔ پاکستان کے فنی ماہر اور سائنسی صلاحیتوں کے حامل افراد امریکہ اور جاپان جیسے ملکوں میں اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں، لیکن ملک ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ تعلیمی لحاظ سے ملک کی جو حالت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں ہر سال سائنس کے شعبے میں صرف ۲۵ افراد پی ایچ ڈی کرتے ہیں، جب کہ بھارت میں دو ہزار اور برطانیہ میں پانچ ہزار افراد سالانہ پی ایچ ڈی کرتے ہیں۔ تہذیبی اعتبار سے حالت یہ ہے کہ ہر سال تعلیمی اداروں سے سیکولر ذہن کے لاکھوں نوجوان تیار ہو رہے ہیں، جو حلال و حرام، جائز و ناجائز اور حق اور باطل کے فرق اور شعور سے محروم ہیں، اس سال سے چھٹی کلاس کے بچوں کے لیے سرکاری طور ٹائی پینٹ اور بش شرٹ لازم کیا گیا ہے، تاکہ بچوں میں مغربی تہذیب کی نقالی اور غلامی کی عادت مزید مستحکم ہو جائے اور مغرب کی غلامی کو وہ غلامی تصور کرنے کے لیے تیار نہ ہوں، اس کے ساتھ ساتھ پہلی جماعت سے انگریزی زبان کی تعلیم کو بھی لازم کیا گیا ہے تاکہ مسلمان بچوں کی ساری توجہ انگریزی زبان میں ہونے لگے اور ان کی زبان کا لٹریچر اور تہذیبی اثرات انہیں ذہنی طور پر مادہ پرست اور حیوان نما انسان بنا سکے۔

ملک کی حالت زار کی یہ تفصیل اس لیے بیان کی گئی ہے تاکہ ملک کے حالات میں کارفرما اصل طاقت کی سازشوں اور پلاننگ کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ پاکستان کے حالات پر کنٹرول کرنے کے معاملے میں فیصلہ کن اختیار حاصل کر چکا ہے، کوئی بھی حکومت امریکہ کی مرضی اور مشورے کے بغیر ملکی اور قومی معاملات میں اقدام کرنے کی جرأت نہیں کرسکتی۔

پاکستان کو ہر اعتبار سے کمزور اور مفلوج کرنے کے باوجود امریکہ بین الاقوامی یہودیت اور ان کے ادارے اسلامی بنیاد پرستی کی لہر سے خوفزدہ ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انہیں ڈر ہے کہ بنیاد پرستی کی تحریک کے ذریعے پاکستان اور مسلم ملکوں کے خلاف ان کی سازشیں ناکام ہو سکتی ہیں اور بین الاقوامی طور پر لوٹ مار اور استحصال پر مشتمل نظام کمزور ہو سکتا ہے، اس طرح ایک طرف تو مسلمانوں کی حالت میں بہتری آئے گی دوسری طرف امریکہ اور استحصالی مغربی ملکوں کی اقتصادیات، سماج اور ریاست کی بنیادیں ہل جائیں گی یہ وہ خطرہ ہے، جس سے مقابلہ کے لیے پاکستان اور دوسرے مسلم ملکوں میں اسلامی اثرات کو بتدریج ختم کرنے کے لیے گہری منصوبہ بندی سے کام لیا جا رہا ہے اور حکمرانوں کو فیصلے ڈکٹیٹ کرائے جاتے ہیں۔

پاکستان کے دینی اداروں اور درس گاہوں پر جو وار کیا گیا ہے وہ ایک طویل منصوبہ بندی کا حصہ ہے

سامراج کے نزدیک پاکستان کے دینی مدارس کے ذریعے جو خطرات درپیش ہیں وہ یہ ہیں ۔
۱۔ مدرسے اسلامی بنیاد پرستی کو فروغ دے رہے ہیں ۔
۲۔ تہذیب جدید کے خلاف شعور پیدا کر رہے ہیں ۔
۳۔ جہاد (جو اسلام کے تحفظ اور بقاء کا آخری ذریعہ ہے) کا جذبہ اجاگر کر رہے ہیں ۔
۴۔ مدرسوں کے شاگرد افغانستان اور کشمیر میں عملی جہاد کی ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں، جس کی وجہ سے وہ خطرہ بن سکتے ہیں ۔
۵۔ پاکستان کے دینی مدارس کے ذریعے مسلم دنیا میں سامراج کی سازشوں کے خلاف شعور پیدا ہو رہا ہے اور مسلم دنیا میں ہر جگہ علمائے کرام اپنی دعوتی سرگرمیوں اور نظریاتی پختگی کی بناء پر شعور و آگاہی پیدا کر رہے ہیں
۶۔ مسلم دنیا ہی نہیں بلکہ مغربی ملکوں میں آباد مسلمانوں کی اسلامی زندگی کے تحفظ کے لیے بھی پاکستانی مدرسوں کے علمائے کرام مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں، اس طرح سامراج کی نظر میں پاکستان کی دینی درسگاہیں عالم اسلام اور دنیا میں اسلامی بنیاد پرستی کو فروغ دینے اور جہادی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کا ذریعہ ہیں اور سامراج کے توسیع پسندانہ مقاصد کی راہ میں شدید رکاوٹ بھی۔ یہ ہے وہ پس منظر، جس میں ملک کی دینی درسگاہوں پر وار کیا گیا ہے، ان حالات میں سامراج کی سازشوں سے مقابلہ اور اسلامیت کے تحفظ کے لیے ہمیں کیا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں غور و فکر کر کے لائحہ عمل طے کرنا، یہ مذہبی قوتوں کا کام ہے ۔

(بقیہ ص ۱۶ سے)

مولانا سید تصدق بخاری بزرگ عالم دین، ایک محقق مصنف اور بزرگ صحافی ہیں، ان کی متعدد علمی اور تحقیقی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں اور علماء سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں، موصوف الحق کے قارئین کے لیے کوئی نئی شخصیت نہیں، ان کے وقیع مضامین بھی الحق کے صفحات کی زینت بنتے رہتے ہیں، الحق کے تازہ شمارہ میں "محرف قرآن" بھی ان ہی کے سلسلہ تحریر کی ایک کڑی ہے ۔

اب موصوف نے اپنی علمی اور تحقیقی کاوشوں کو باقاعدہ اور مربوط طریقہ سے اپنے حلقہ افادہ اور ارباب ذوق کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے "ماہنامہ ضیاء السنہ" کے اجراء کا مبارک اقدام کیا ہے ضیاء السنہ کے مطبوعہ شمارے اپنے مضامین کی ندرت، تحقیق و تفحص، علمی معیار، حوالہ جات و سندات، اردو ادب اور انتخاب و ترتیب دلچسپ اور ہر لحاظ سے نافع ہیں، مطبوعہ شماروں کے مضامین کی بہتری اور عمدگی، مدیر کے ذوق سلیم کی غماز ہے۔ اس طرح سلسلہ علم و تحقیق میں مزید پیش رفت ہوتی رہی تو "ضیاء السنہ" جلد ایک بلند علمی مقام بنا لیگا ادارہ الحق معاصر ضیاء السنہ کو خوش آمدید کہتا ہے اور قارئین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس پرچہ کو باقاعدہ جاری فرما کر بھرپور استفادہ کرتے رہیں ۔